محمد وسیم اختر مفتی

عمر فاروق رضی اللہ عنہ

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

۵

جنگ قادسیہ کے بعد ایرانی فرار ہو کر بابل اور ایران کے مختلف اطراف میں بکھر گئے۔ مسلمان دو ماہ وہیں مقیم رہے، انھوں نے اپنی تکان اتاری اور حضرت سعد بن ابی وقاص نے عرق النسا (sciatica) سے افاقہ پایا۔ تب خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق نے انھیں حکم دیا کہ بچوں اور عورتوں کو عتیق میں چھوڑ کر مدائن کو کوچ کریں۔ حضرت سعد نے زہرہ بن حویّہ کو مقدمہ کے طور پر آگے بھیجا، وہ حیرہ سے ہوتے ہوئے مدائن کو چلے۔ بُرس (بیر نمرود) کے مقام پر انھوں نے ایک ایرانی دستے کو شکست دی، بابل کی راہ پر فیرزان کی فوج کو ہزیمت سے دوچار کیا۔ کوثٰی کے مقام پر شہریار نے ان کی فوج کو للکارا۔ یہ وہی مقام ہے جہاں نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قید کیا تھا، وہ قید خانہ ابھی موجود تھا۔ مقابلہ شروع ہوا تو زہرہ نے بنو تمیم کے نائل بن جعشم کو بھیجا۔ شہریار انھیں گرا کر ان کے سینے پر سوار ہو گیا، اس کا انگوٹھا ان کے دانتوں تلے آ گیا، انھوں نے اسے ہی چبا ڈالا۔ اب شہریار نیچے تھا اور نائل اوپر، انھوں نے خنجر نکالا اور اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ شہریار کی فوج بھاگ نکلی، حضرت سعد پہنچے تو شہریار کا قیمتی لباس اور ہتھیار نائل کے حوالے کیے۔ وہ کچھ دیر کے لیے بابل میں ٹھہر گئے، زہرہ اور ہاشم بن عتبہ نے مدائن کا رخ کیا۔ راستے میں سابقہ ملکۂ ایران

بوران بنت کسریٰ کے دستے سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی۔اس میں شامل ایرانی روزانہ حلف اٹھاتے تھے کہ جب تک زندگی ہے ملک ایران پر زوال نہ آنے دیں گے۔خسرو کا پالتو شیر بھی ان کے ساتھ تھا، ہاشم نے لپک کر وار کیا اور تلوار سے شیر کا کام تمام کر دیا۔اس دستے نے بھاگ کر بہرہ شیر (بہرسیر) میں پناہ لی۔زہرہ ساباط پہنچے تو وہاں کے باشندوں نے جزیہ ادا کرنے کی شرط پر صلح کر لی۔حضرت سعد کے دستوں نے دجلہ وفرات کے مابین کارروائیاں کر کے ایک لاکھ دہقانوں کو قیدی بنا لیا تھا اور ان کے گرد خندقیں کھود دی تھیں۔ان کے سردار شیرزاد نے جزیہ وخراج دینے کی پیش کش کر کے امن کی درخواست کی جو حضرت سعد نے مان لی، عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے فیصلے کو برقرار رکھا۔اب عرب کی سرحدوں سے لے کر دارالخلافہ مدائن تک تمام ایران خلافت اسلامی کے زیرنگیں ہو چکا تھا، اس لیے انھیں عقب سے حملے کا اندیشہ نہ رہا۔

بابل کے بعد تعمیر ہونے والا ایرانی دارالخلافہ مدائن شان وشوکت میں اس قدیم شہر پر فوقیت رکھتا تھا، دجلہ اسے اس کے جڑواں شہر بہرہ شیر (بہرسیر) سے جدا کرتا تھا۔مدائن کا قدیم یونانی نام طیسفون تھا اور بہرہ شیر سلوقیہ کہلاتا تھا۔یزدگرد کے اجداد نے ان شہروں پر قبضہ کر کے ان کے نام بدل ڈالے تھے۔بغداد ان دونوں سے ۳۰ کلومیٹر دور شمال میں تھا۔پیش تر اس کے کہ وہاں کے باشندے دفاع کی کوئی تدبیر کرتے، امیر جیش اسلامی حضرت سعد بن ابی وقاص نے ان شہروں پر جلد حملے کا فیصلہ کر لیا۔وہ فوج لے کر بہرہ شیر پہنچے تو وہاں کے لوگ شہر بند ہو چکے تھے۔انھوں نے منجنیقوں سے سنگ باری کی، لیکن شہر کی مضبوط فصیل پر کوئی اثر نہ ہوا۔بہرسیر دجلہ پر بنے ہوئے ایک پل کے ذریعے سے مدائن سے متصل تھا، وہاں سے غذائی اور فوجی امداد کی آمد کا سلسلہ برابر جاری تھا۔اس لیے محاصرہ طول پکڑتا گیا، ۹ ماہ یا ۱ سال کے اس طویل عرصے میں وقتاً فوقتاً ایرانی جتھے شہر سے باہر نکل کر مسلمانوں پر حملہ کرتے، لیکن مار کھا کر لوٹتے۔مسلمانوں کی ثابت قدمی دیکھ کر ایرانیوں کا صبر جواب دے گیا۔انھیں یقین ہو گیا کہ وہ ان کو مغلوب نہ کر سکیں گے۔تب شاہ یزدگرد نے حضرت سعد کو پیغام بھیجا کہ دجلہ کو عرب وعجم کے مابین حد فاصل بنا لیا جائے، دریا کے ادھر والا علاقہ مسلمان لے لیں اور اس طرف کا ایرانیوں کے لیے چھوڑ دیں۔اس صورت حال میں جبکہ مدائن سامنے تھا اور ایرانیوں کے پاؤں اکھڑ چکے تھے، صلح کا موقع نہ رہا تھا۔اس لیے حضرت سعد نے انکار کا پیغام دے کر ایک ایلچی روانہ کر دیا اور فوراً بہرہ شیر (بہرسیر) کا محاصرہ تنگ کر کے اس پر سنگ برسانے کا حکم دیا۔ادھر سے نیزہ چلا نہ تیر تو فصیل پھلانگ کر شہر کا دروازہ کھولا گیا۔شہر میں ایک آدمی کے سوا کوئی نہ تھا، ایرانیوں نے جاتے جاتے دجلہ کا معبر جلا دیا اور کشتیوں کو دریا کے اس پار منتقل کر دیا تھا۔اب پرشور موجیں مارتا ہوا دریاے دجلہ اسلامی فوج کی پیش قدمی کو

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

روکے ہوئے تھا۔اس کے دوسری طرف کسریٰ کا سفید محل (قصر ابیض) چمک رہا تھا،اسے نوشیرواں نے ۵۵۰ء میں تعمیر کیا تھا۔ یزدگرد نے مدائن والا کنارہ مضبوط بنا کر مسلمان فوج کی آمد مستقلاً روکنے کی تدبیریں سوچیں،لیکن کوئی راہ نہ پا کر فرار ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ اس نے اپنے خزانے سمیٹے،اہل وعیال اور غلاموں باندیوں کا قافلہ تیار کیا اور حلوان کو روانہ ہو گیا۔اب اس پار عزم وہمت سے محروم ایک قوم تھی جس کا قائد اسے چھوڑ چکا تھا،اسے کامیابی کی کوئی توقع نہ تھی۔ادھر ایمان ویقین سے پر مسلمان فتح کے لیے بے تاب تھے۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ دجلہ کے کنارے کھڑے اسے عبور کرنے کی فکر میں تھے۔انھیں ایک ہی ترکیب سوجھی کہ کچھ لوگ دریا پار کر کے دوسرے کنارے تک پہنچیں اور پھر وہ وہاں کھڑے ہوئے ایرانیوں کو ہٹا کر باقی لشکر کو دریا پار کرانے میں مدد دیں۔ ان کی تجویز پر سب سے پہلے عاصم بن عمرو رضی اللہ عنہ نے لبیک کہا،پھر مزید ۶۰۰ رضا کار آگے آ گئے۔ان میں سے ۶۰ گھڑسوار سبقت کرنے کو تیار ہو گئے، پہلے ان کے قائد حضرت عاصم نے اپنا گھوڑا دریا میں ڈالا پھر باقی سب پانی میں کود پڑے۔ یہ ''خطروں میں کودنے والا دستہ'' دجلہ کے وسط میں پہنچا تو حضرت قعقاع بن عمرو کی سرکردگی میں باقی شہ سواروں نے دریا میں چھلانگیں لگا دیں،اسے ''خاموش دستے'' کا نام دیا گیا۔دوسرے کنارے پر کھڑے ایرانی پکار اٹھے، یہ دیوانے ہیں یا جن؟ پھر انھوں نے مسلمانوں کو روکنے کے لیے تیراندازی شروع کر دی۔حضرت عاصم نے بھی اپنے ساتھیوں کو تیر برسانے کا حکم دیا۔ان کے تیروں سے کئی ایرانی گھوڑوں کی آنکھیں پھوٹ گئیں تو وہ اپنے سواروں کو دجلہ میں گراتے ہوئے واپس دوڑے۔حضرت عاصم کا دستہ کنارے پر پہنچا تو تمام ایرانی بھاگ لیے اور جب حضرت قعقاع اور ان کے ساتھی پار اترے تو دریا کا کنارہ خالی تھا۔اب حضرت سعد نے تمام سواروں کو دریا میں کودنے کا حکم دیا۔دجلہ اسلامی لشکر سے بھر گیا،اس وقت پانی نہیں، ہر طرف گھوڑوں اور گھڑسواروں کے سر نظر آتے تھے۔ پار سے کشتیاں لا کر پیادوں اور ساز وسامان کو منتقل کیا گیا۔ یوں دجلہ سیل اسلامی کی ایک موج اور ''بحر ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے'' عہد فاروقی کے اس اہم واقعے کی تلمیح بن گیا۔اس سارے معرکے میں محض بنو طے کا ایک شخص شہید ہوا، دجلہ عبور کرتے ہوئے ایک مسلمان کا لکڑی کا پیالہ دریا میں گر گیا،اسے بھی پکڑ لیا گیا۔اگر ۱۴ویں صدی عیسوی میں تیمور لنگ نے اسی طرح دجلہ عبور نہ کیا ہوتا تو شاید مستشرقین کو یہ واقعہ ماننے میں بھی تامل ہوتا۔

تمام اہل مدائن فرار ہو چکے تھے،قلعہ بندوں نے جزیہ مانا اور قصر ابیض مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔قائد جیش اسلامی حضرت سعد نے ساسانیوں کے اس محل میں داخل ہو کر شکرانے کے نفل ادا کیے،بعد ازاں انھوں نے شاہی ایوان

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

کو مسجد میں تبدیل کر دیا۔ اس محل میں ۳۰ کھرب دینار کا خزانہ، تحائف اور آرایش وزیبایش کا سامان تھا۔ حضرت سعد نے یزدگرد کو پکڑنے کے لیے ایک فوجی رسالہ روانہ کیا، بادشاہ تو ان کے ہاتھ نہ آیا، البتہ وہ قافلے کے کچھ افراد اور شاہی خزانہ لے آئے، خسروی تاج اور خلعتیں بھی ان کے ہاتھ لگیں۔ اس طرح کے مواقع پر فاتح لشکر کے سپاہی لوٹ مار کرتے ہیں اور اپنی جیبیں خوب بھرتے ہیں، دنیا کو حیرت ہوگی کہ ایسا ایک واقعہ بھی پیش نہ آیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص کو کہنا پڑا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی فوقیت کا فیصلہ نہ فرمایا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ فوج بھی بدریوں جیسی فضیلت رکھتی ہے۔ جنگ ردہ میں مرتدین کی سربراہی اور پھر ارتداد سے توبہ کرنے والے طلیحہ، عمرو بن معدی کرب اور قیس بن مکشوح اس معرکے میں بھی شریک تھے۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں گواہی دی، میں نے ان جیسا امانت دار نہیں دیکھا۔ حضرت سلیمان باہلی مال غنیمت کی تقسیم پر مامور تھے۔ مال غنیمت کا ۴/۵ واں حصہ فوجیوں میں تقسیم کیا گیا۔ ۶۰ ہزار گھڑسواروں نے اس جہاد میں حصہ لیا تھا، ہر ایک کے حصے ۱۵ ہزار دینار آئے۔ حضرت سعد نے مدائن کے خالی گھر بھی فوجیوں میں بانٹ دیے، ان میں سے کچھ نے اپنے بال بچے حیرہ اور دوسرے شہروں سے لا کر ان گھروں میں بسا دیے۔ خمس الگ کرتے ہوئے حضرت سعد نے اہل لشکر کی اجازت سے وہ بیش قیمت ریشمی شاہی قالین بھی اس میں شامل کر دیا جس پر سونے، موتیوں اور جواہرات سے ایران کا نقشہ بنا ہوا تھا۔ بشیر بن خصاصیہ اس مال کو لے کر مدینہ پہنچے۔ سیدنا عمر نے حضرت سراقہ بن مالک کو بلا کر کسریٰ کا لباس، تاج اور کنگن سونپے۔ یوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کے وقت فرمائی تھی۔ پھر حضرت عمر نے ہاتھ بلند کیے اور دعا کی: اے اللہ، تو نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نعمتیں نہیں دیں، حالانکہ وہ تمھیں زیادہ محبوب تھے اور تو نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بھی ان سے محروم رکھا، حالانکہ وہ تمھیں مجھ سے زیادہ پیارے تھے۔ میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تو نے یہ سب مجھے آزمانے کے لیے دیا ہو۔ پھر وہ اتنا روئے کہ ان کے پاس موجود ہر شخص کی آنکھیں پرنم ہو گئیں۔ انھوں نے حضرت عبدالرحمان بن عوف کی ذمہ داری لگائی کہ شام ہونے سے پہلے پہلے ان کے حصے کا مال تقسیم کر دیا جائے۔ پھر انھوں نے خمس اہل مدینہ میں تقسیم کیا، ہر ایک کا حصہ اس کے مقام و مرتبے کے مطابق متعین کیا گیا، جو لوگ موجود نہ تھے، ان کا حصہ الگ کر دیا گیا۔ اب حضرت عمر فاروق نے قالین کے بارے میں صحابۂ کرام کی رائے لی، اس موقع پر حضرت علی نے خوب حق نصیحت ادا کیا۔ انھوں نے کہا کہ اگر آپ نے قالین کو اسی شکل میں برقرار رکھا تو کل کلاں کوئی شخص استحقاق کے بغیر ہی اس کا مالک بن بیٹھے گا۔ حضرت عمر کی دنیا سے بے رغبتی دیکھیے، اس مشورے سے بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے فی الفور اس قیمتی قالین

کے کئی ٹکڑے کر کے لوگوں میں بانٹ دیے۔ قالین کی قیمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا ہوا معمولی ٹکڑا ۲۰ ہزار دینار میں بکا۔

ادھر ایوان کسریٰ میں اذان و اقامت کی آوازیں بلند ہوتیں، حضرت سعد امامت کراتے اور لوگوں کو وعظ کہتے۔ انھوں نے ایرانیوں سے مزید جنگ کرنے کی کوئی پلاننگ نہ کی، کیونکہ خلیفۂ ثانی کی طرف سے ایسا کوئی حکم نہ ملا تھا، البتہ وہ اپنے جاسوسوں کے ذریعے سے ایران کی بھگوڑی قوت مقتدرہ کی کھوج میں رہتے۔ انھیں معلوم ہوا کہ یزدگرد حلوان جا رہا تھا کہ ایران کے اطراف و اکناف سے بے شمار فوجی اور جنگ جو اس کے ساتھ آ ملے ہیں۔ اس نے مہران کو ان کا کمانڈر مقرر کر کے اس نئی فوج کو مدائن سے ۶۵ کلو میٹر دور جلولا کے قلعہ نما شہر میں بھیج دیا ہے۔ قادسیہ میں مسلمانوں کے ہاتھ ہلاک ہونے والے ایرانی جرنیل رستم کا بھائی خرزاد بن فرخ زاد بھی وہاں جنگی تیاریوں میں مشغول ہے۔ اس نے جلولا کے گرد خندق کھدوا کر اس کے گرد لوہے کی خاردار تار نصب کروا دی ہے اور شہر کو آنے والے تمام راستوں پر کانٹے (گوکھرو یا بھکھڑے کے خار) بچھوا دیے ہیں۔ ہر طرح کے ہتھیار اور کیل کانٹے سے لیس ایک نیا لشکر تیار ہوا چاہتا ہے۔ ایرانی اس فوجی اجتماع سے بڑی توقعات وابستہ کیے ہوئے ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے حضرت عمر فاروق سے ہدایات مانگیں۔ انھوں نے حکم ارسال کیا کہ ہاشم بن عتبہ ۱۲ ہزار فوج لے کر جلولا روانہ ہو جائیں اور قعقاع بن عمرو کو مقدمہ پر مقرر کیا جائے۔ خلیفۂ ثانی نے میمنہ و میسرہ پر دو بھائیوں حضرت سعد بن مالک اور حضرت عمر بن مالک اور ساقہ پر حضرت عمرو بن مرہ جہنی کی تقرریاں بھی کیں۔ یہ صفر ۱۷ھ کا واقعہ ہے۔ ہاشم چوتھے روز جلولا پہنچے تو ایرانیوں کو قلعہ بند پایا۔ انھیں حلوان سے جبکہ مسلمانوں کو مدائن سے کمک پہنچ رہی تھی۔ محاصرہ شروع ہوا تو اڑھائی ماہ جاری رہا۔ اس دوران میں ایرانی قلعہ سے نکل کر مسلمان محاصرین پر حملہ بھی کرتے، لیکن شکست کھا کر لوٹتے۔ تنگ آ کر ایک صبح مہران نے اسلامی فوج پر حملہ کر دیا۔ تیروں، تلواروں، نیزوں اور کلہاڑوں سے ہونے والی یہ جنگ عصر تک کسی نتیجے پر پہنچتی نظر نہ آتی تھی۔ نماز قصر ادا کرنے کے بعد حضرت قعقاع نے سپاہیوں کو یک جان ہو کر ایک فیصلہ کن حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ان کی کمان میں اسلامی فوج نے خندق تک یلغار کر لی تھی کہ اندھیری رات ہو گئی، سپاہی جنگ اگلے دن کے لیے موقوف کرنا چاہتے تھے۔ حضرت قعقاع نے حملہ جاری رکھنے کو کہا۔ سخت لڑائی شروع ہوئی تو ایرانی گاجر مولی کی طرح کٹنے لگے۔ اس ایک رات میں ایک لاکھ ایرانی کھیت رہے، باقیوں نے حلوان کو راہ فرار اختیار کی جہاں ایران کا شکست خوردہ بادشاہ یزدگرد مقیم تھا۔ حضرت قعقاع نے ان کا پیچھا کیا، مہران مارا گیا جبکہ فیرزان جان بچا کر یزدگرد تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ حلوان پہنچے تو معلوم ہوا کہ یزدگرد

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

وہاں سے بھی فرار ہو کر رے جا چکا ہے، جاتے ہوئے اس نے خسرو شنوم کی کمان میں ایک فوج وہاں متعین کر دی ہے۔ شنوم نے شہر سے نکل کر حضرت قعقاع کا مقابلہ کیا، مگر اسے شکست کھانی پڑی، اس طرح حضرت قعقاع نے حلوان پر قبضہ کر لیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص نے جلولا اور حلوان کی فتح کی خوش خبری دے کر زیاد کو مدینہ روانہ کیا، مال غنیمت کا خمس ان کے ساتھ تھا۔ انھوں نے امیر المومنین سے ملک ایران میں مزید پیش قدمی کرنے کی اجازت بھی مانگی۔ زیاد شام کے وقت مدینہ پہنچے۔ فاروق اعظم بہت خوش ہوئے، انھوں نے صحابۂ کرام کو جمع کر کے تمام واقعات تفصیل سے سنے۔ پھر مال غنیمت کی نگرانی و حفاظت کرنے کا انتظام کیا اور حکم دیا کہ یہ انبار صحن مسجد میں اسی طرح موجود رہے۔ اگلے دن فجر کے بعد انھوں نے تمام مال و اسباب لوگوں میں تقسیم کیا۔ جواہرات کے ڈھیر اور کثرت سے موجود بیش قیمت مال غنیمت دیکھ کر سیدنا عمر رو پڑے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ امیر المومنین، یہ تو مقام شکر ہے، آپ رو رہے ہیں؟ ان کا جواب تھا: اللہ تعالیٰ جس قوم کو دنیا کی دولت عطا فرماتا ہے، اس میں رشک و حسد پیدا ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں تفرقہ پڑ جاتا ہے۔ مجھ کو اسی تصور نے رلا دیا۔ انھوں نے حضرت سعد کے خط کا جواب بھی ارسال کیا کہ مسلمانوں نے ایران و عراق میں پیہم صعوبتیں برداشت کی ہیں۔ ابھی چند روز اپنے لشکر کو آرام کرنے کا موقع دو۔

ادھر اسلامی افواج کے کمانڈر ان چیف حضرت ابوعبیدہ بن جراح ذوالکلاع میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے، ان کی منزل حمص (ایسا) تھی۔ حمص شام کا ایک شہر اور ضلع ہے۔ یہاں سورج کا مندر تھا جہاں دور دور سے بت پرست پوجا کرنے آتے۔ حمص، انطاکیہ اور بیت المقدس ہی چند بڑے اور مرکزی مقامات رہ گئے تھے۔ جہاں شرک کی حکمرانی تھی۔ حضرت ابوعبیدہ ابھی ذوالکلاع میں تھے کہ قیصر روم ہرقل نے توذر بطریق (آتش پرستوں کا پجاری) کو ان کا راستہ روکنے بھیجا۔ اس کی فوج حمص سے چل کر مرج روم پہنچی تھی کہ قیصر نے اس کی کمک کے لیے شمس بطریق کا دستہ روانہ کیا۔ دونوں بطریقوں (پجاریوں) کی فوج اسلامی فوج سے آ ٹکرائی۔ شمس بطریق حضرت ابوعبیدہ کے ہاتھوں مارا گیا اور رومی پیٹھ پھیر کر واپس حمص بھاگے۔ قیصر اپنی فوج کی ہزیمت دیکھ کر الرابا کو کوچ کر گیا۔ اب حضرت ابوعبیدہ بن جراح مرج روم سے اپنی فوج لے کر حمص آئے، انھوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ ہرقل نے بہت کوشش کی کہ باہر رہ کر اہل حمص کو مدد پہنچائے، لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔ آخر کار اہل حمص مجبور ہو گئے کہ مسلمانوں سے انھی شرائط پر صلح کر لیں جو دمشق والوں نے اپنا شہر مسلمانوں کے حوالے کرتے ہوئے مانی تھیں۔ حمص زیر ہوا تو حمص اور قنسرین کے درمیان واقع ایک شہر حمات (حماۃ) پر حملہ کیا گیا، وہاں کے سکان نے بھی جزیہ دینے کی شرط مان کر صلح

کرلی۔اب شیرزا اور معرہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔لاذقیہ کے رہنے والے عیسائیوں نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا،مگر وہ بھی مغلوب ومفتوح ہوئے پھر سلمیہ مسلمانوں کے قبضے میں آیا۔اس موقع پر حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد بن ولید کی کمان میں ایک فوج قنسرین روانہ کی۔وہاں ہرقل کا نائب میناس موجود تھا،اس نے حضرت خالد بن ولید کا ڈٹ کر مقابلہ کیا،لیکن اللہ کی تلوار سیدنا خالد کے آگے اس کی کچھ نہ چلی۔وہ قنسرین میں قلعہ بند ہو گیا،مسلمانوں کا محاصرہ کچھ دیر جاری رہا،انجام کار اہل قنسرین نے ہتھیار ڈال دیے۔حضرت عمر اس فتح سے بہت خوش ہوئے،انھوں نے حضرت خالد کے اختیارات میں نمایاں اضافہ کر دیا۔

اب حضرت ابوعبیدہ حلب جا رہے تھے۔ابھی وہاں پہنچے نہ تھے کہ اطلاع آئی کہ قنسرین والے معاہدۂ صلح توڑ کر آمادۂ بغاوت ہو گئے ہیں۔انھوں نے فی الفور ایک فوجی دستہ واپس قنسرین روانہ کیا۔اہل شہر پھر محصور ہوئے اور انجام کار بھاری تاوان دے کر چھوٹے۔حضرت ابوعبیدہ حلب سے دور تھے کہ عیاض بن غنم کی سربراہی میں ان کے بھیجے ہوئے مقدمہ نے حلب شہر کا محاصرہ کر لیا۔حلب کے باشندگان نے بھی اب تک کی شرائط فتح پر صلح کی اور شہر عیاض بن غنم کے سپرد کر دیا۔صلح نامے پر حضرت ابوعبیدہ کے دستخط ثبت ہوئے۔

مطالعۂ مزید:البدایہ والنہایہ(ابن کثیر)،الفاروق عمر(محمد حسین ہیکل)،تاریخ اسلام(اکبر شاہ خاں نجیب آبادی)

[باقی]

---

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net